An International Journal of
ISLAMIC AND SOCIAL SCIENCES

PAKISTAN ISLAMICUS
(An International Journal of Islamic and Social Sciences)
January-March, 2025, Volume:05, Issue:01 Pages:25-33
Journal Website: https://pakistanislamicus.com/index.php/home
Publisher Website: https://www.mircpk.net

مسلم دانشور تحقیقی مرکز ملتان پاکستان
MUSLIM INTELLECTUALS Research Center Multan-Pakistan

حافظ جمال اللہ ملتانی کے ملفوظات کا تجزیاتی مطالعہ

THE DISCOURSES OF HAFIZ JAMALULLAH MULTANI: AN ANALYTICAL STUDY AN ANALYTICAL STUDY

Dr Syed Mujahid Hussain[1], *Dr Abdul Basit[2], Muhammad Sulaman[3]

[1]Director Jamia Khurshid ul Islam, Ehsan Purr, Punjab, Pakistan.

[2]Faculty Member, Department of Islamic Studies, Virtual University Multan Campus, Punjab, Pakistan. (**Corresponding Author***)

[3] MPhil Scholar, University of Education Lower Mall Campus, Lahore, Punjab, Pakistan.

HEC "Y" Category HJRS HEC Journal Recognition System

ARTICLE INFO

Article History:

Received:	December 23, 2024
Revised:	January 16, 2025
Accepted:	January 18, 2025
Available Online:	January 22, 2025

Keywords:

Hafiz Jamalullah Multani

Malfoozat (Discourses)

Islamic Spiritual Revivalism

Moral Rectitude

Socio-political Challenges

Funding:

This research journal (PIIJISS) doesn't receive any specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Copyrights:

Copyright Muslim Intellectuals Research Center. All Rights Reserved © 2021. This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

ABSTRACT

Multan is referred to as the "City of Saints." It has been home to many illustrious personalities who were close to Allah and devoted followers of the Prophet Muhammad (peace be upon him). Hafiz Jamalullah Multani (may Allah have mercy on him) is counted among these great figures. Through his character and actions, he played a significant role in societal reform. He was a prominent Sufi saint of the Chishti order in the 18th century. Our research paper, titled "An Analytical Study of the Discourses of Hafiz Jamalullah Multani," delves into his discourses and their intellectual and philosophical insights. This study highlights the blend of spirituality, ethics, and Islamic values evident in his discourses, which appear to have had a profound impact on the social and cultural environment of his time.

The study examines how Hafiz Jamalullah Multani's teachings addressed the socio-political challenges of his time, emphasizing moral rectitude, unity, and human dignity. His leadership and efforts to preserve Islamic culture and promote education and social harmony in a period marked by colonial incursions and cultural decline are critically assessed.

Moreover, the research explores his unique approach to integrating Sufism with practical life, portraying him as a beacon of Islamic spiritual revivalism. The analysis of his Malfoozat reveals profound reflections on monotheism, divine love, and human responsibility, providing timeless lessons for contemporary society.

This paper serves as a prelude to a comprehensive discourse on Hafiz Jamalullah Multani's enduring legacy and his role in shaping the Islamic intellectual tradition in South Asia.

***Corresponding Author's Email:** basit.zafar@vu.edu.pk

کسی بھی عظیم شخصیت کی عظمت کا اندازہ اس کے خیالات و نظریات کے مطالعہ سے ہوتا ہے۔اس لیے کسی بھی شخصیت کے کہے ہوئے ملفوظات اس کی زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں جس کو محفوظ کرنا وقت کی اہم ضرورت ہوتی ہے۔اس لیے اس کے قریبی اور محرم راز ساتھی جب اس کی زندگی کے رازوں سے پردہ اٹھاتے ہیں تو ان کی باتوں کی اعتباری حیثیت پر شک کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔اس طرح کسی بھی شخصیت کے ملفوظات اس کی زندگی کے بارے میں جاننے کے لیے سب سے اہم اور مستند ذریعہ ثابت ہوتے ہیں۔لہٰذا کسی بھی دور میں ان کی اہمیت و ضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔حافظ جمال اللہ ملتانیؒ کے شاگردوں اور خلفاء نے اس کام میں ہرگز تاخیر نہیں کی جو ان کے پیروکاروں پر حقیقت میں بہت بڑا احسان ہے۔

حافظ جمال اللہ ملتانیؒ ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔انہیں بہت سے علوم پر مہارت تامہ حاصل تھی۔اس بات کا ثبوت ان کے ملفوظات ہیں جن کو ان

کے خلفاء نے جمع کیا۔ وہ انتہائی سادہ اور عام فہم انداز میں بہت ہی عمیق اور گہری باتوں کو بیان کر دیتے تھے۔ آپ کے ملفوظات علمی طور پر ایک بہت قیمتی سرمایہ ہیں جن کو ان کے بعد ان کے خلفاء نے جمع کر کے محفوظ کر دیا۔ آپ کے ملفوظات کو آپ کے تین شاگردوں اور خلفاء نے مدون کیا اور مختلف ناموں کے ساتھ فیض رسانی کے لیے محفوظ کر دیا۔ ان تین ملفوظات میں سے پہلا مجموعہ "انوار جمالیہ" کے نام سے عربی زبان میں ہے جو علامہ عبد العزیز پرہاڑوی نے تالیف کیا۔ دوسرے مجموعہ کا نام "اسرار الکمالیہ "ہے جس کے مؤلف سید زاہد شاہ ہیں۔ تیسرا مجموعہ منشی غلام حسن شہید نے "انوار جمالیہ" ہی کے نام سے تحریر کیا۔ موخر الذکر دونوں مجموعے فارسی زبان میں ہیں۔

حافظ جمال اللہ ملتانی کی اپنی تالیفات میں سے ایک سی حرفی دستیاب ہے جو اشعار کی صورت میں ایک نظم ہے۔ آپ کے افکار و نظریات کا حقیقی مصدر آپ کے ملفوظات ہیں جن کو آپ کے ہی تین خلفاء نے ترتیب دیا ہے۔ ان تینوں رسالوں کا اردو ترجمہ علامہ اللہ بخش رضا نے "تذکرہ جمال" نامی کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ اس کتاب میں تینوں رسالوں کا اردو ترجمہ موجود ہے۔ اس کتاب میں ان رسالوں کے علاوہ "گلشن ابرار، تکملہ سیر الاولیاء اور مناقب المحبوبین سے حافظ جمال سے متعلقہ مباحث کا اردو ترجمہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ اس پیپر میں آپ کے ملفوظات کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

انوار جمالیہ از علامہ عبد العزیز پرہاڑوی

علامہ عبد العزیز پرہاڑویؒ (م1239ء/1824ء) حافظ جمال اللہ ملتانیؒ کے خاص شاگردوں اور خلفاء میں سے ہیں۔ آپ اپنے بے مثال علم وفضل کی بناء پر نہ صرف برعظیم بلکہ پورے عالم اسلام کی چند سربرآوردہ شخصیات میں سے ہیں۔ آپ اگرچہ محض 32 سال کی عمر میں دائی اجل کو لبیک کہہ کر اس دنیافانی سے رخصت ہو گئے مگر آپ کی جامع شخصیت، فکری و تحقیقی ذوق، علوم اسلامیہ پر دسترس، روحانی فیوض وبرکات اور تصنیفات و تالیفات آج تک مخلوق خدا کو فیض پہنچا رہی ہیں۔ مولانا عبد الحئ لکھنوی آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپ ہمیشہ مطالعہ کتب میں مصروف رہتے تھے۔ اغنیاء سے پرہیز کرتے تھے اور ان کی نذر و نیاز قبول نہیں کرتے تھے۔ اتباع سنت نبوی اور ترک تقلید کی طرف میلان قوی تھا۔[1]

منشی شیر محمد نادر ملتانیؒ آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ حافظ عبد العزیز علوم کی حقیقتوں کو معلوم کرنے میں بہت صاحب ادراک تھے۔ قوت حافظہ نہایت قوی رکھتے تھے اور مطالعہ و مذاکرہ کے لیے کتب معتبرہ کے صفحات و اوراق حفاظ کی طرح پڑھ جاتے تھے۔ تحریر کرنے کا نہایت اعلیٰ درجے کا ذوق رکھتے تھے۔[2]

علامہ عبد العزیز پرہاڑویؒ (م1239ء/1824ء) نے حافظ جمال اللہ ملتانیؒ (م1226ھ/1811ء) کی وفات کے بعد آپ کی سیرت و تعلیمات پر ایک مختصر رسالہ تالیف کیا جس میں حافظ جمال اللہ ملتانیؒ کے حالات زندگی کے ساتھ آپ کی عادات و تعلیمات کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہاں مذکورہ رسالہ کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا جا رہا ہے جس میں رسالہ کے مندرجات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ اس تجزیہ میں رسالہ کا تعارف، اہمیت اور انداز بیان و تحریر کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد حافظ جمال اللہؒ کے ملفوظات و واقعات میں سے چیدہ چیدہ موضوعات کا تجزیہ کیا گیا ہے جس کا طریقہ کار یہ ہے کہ زیر بحث ملفوظ یا واقعہ میں اگر احادیث و آثار میں سے کچھ روایت ہے تو اس کی تخریج کی گئی ہے۔ روایت صحیح ہونے پر اس ملفوظ کا سنت کے مطابق ہونا ذکر کیا گیا ہے اور غیر صحیح یا غیر مستند روایت کی صورت میں اس کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ اسی طرح دیگر واقعات کا بھی سنت نبوی یا سلف صالحین کے طریقہ کے مطابق ہونے کی نشاندہی کی گئی ہے۔ سب سے پہلے رسالہ کے نام، زمانہ تالیف اور اس کے متعلقہ دیگر موضوعات پر تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔

رسالہ کے نام کی تحقیق

علامہ عبد العزیز پرہاڑوی کے تالیف کردہ اس رسالہ کا نام "انوار جمالیہ" ہے۔ یہ مختصر رسالہ عربی زبان میں ہے۔ یہ رسالہ اردو ترجمہ کے ساتھ العزیز اکیڈمی (کوٹ ادو، مظفر گڑھ) سے (1391ھ / 1971ء) میں شائع ہوا۔ یہ رسالہ درمیانے سائز کے انتیس (29) صفحات پر مشتمل ہے۔ فقیر محمد برخوردار ملتانی نے بھی اس رسالہ کا فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں ترجمہ کر کے اس مجموعے کا نام "گلزار جمالیہ" رکھا جس کو مکتبہ جمال (خانیوال) نے شائع کیا۔ اس رسالے میں عربی متن پر بھی اس کا نام "انوار جمالیہ" لکھا ہوا ہے۔ اس رسالے کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

> "ارباب بصیرت کی خدمت میں رسالہ (جمالیہ) مؤلفہ حافظ عبد العزیز پرہاڑویؒ کا ترجمہ کر کے پیش کرتا ہوں۔"[3]

ان کے علاوہ دیگر تذکرہ نگاروں میں سے سید زاہد شاہ نے "اسرار الکمالیہ"[4] میں، حاجی نجم الدین سلیمانی نے "مناقب المحبوبین"[5] میں، علامہ اللہ بخش رضا نے کتاب "تذکرہ جمال"[6] میں اور ڈاکٹر روبینہ ترین نے اپنی کتاب "ملتان کی ادبی و تہذیبی زندگی میں صوفیاء کرام کا حصہ"[7] میں اس رسالہ کا نام "الخصائل الرضية" ذکر کیا ہے۔ جو کچھ تذکرہ نگاروں نے سمجھا ہے ہو سکتا ہے کہ انہوں نے یہ نام علامہ عبد العزیز پرہاڑوی کے تمہیدی کلمات سے اخذ کیا ہو۔ آپؒ لکھتے ہیں:

> "اما بعد فهذه الخصال الرضية والشمائل السنية لمولٰنا ومرشدنا وہادينا قدس الله تعالى سره العزيز جمعها الفقير عبد العزيز"[8]
>
> "حمد و صلوۃ کے بعد یہ ہمارے محبوب مرشد و راہنما (حافظ جمال اللہ) قدس اللہ سرہ العزیز کے پسندیدہ عادات اور سیرت عالیہ ہیں، جنہیں فقیر عبد العزیز نے تالیف کیا۔"

اس رسالے کا یہ نام "الخصائل الرضیہ" بادی النظر میں تو سمجھا جا سکتا ہے لیکن اگر مکمل عبارت کو دقت نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ علامہ پرہاڑوی یہ کلمات بطور اسم نہیں بلکہ بطور لقب کہہ رہے ہیں۔ اس لیے کہ یہ لفظ "الخصال الرضیہ" (یعنی پسندیدہ عادات) ہے نہ کہ "الخصائل الرضیہ" ہے۔ جو کچھ تذکرہ نگاروں نے سمجھا ہے تو رسالہ کا اصل نام "انوار جمالیہ" ہے۔ لہذا اسی نام کو ترجیح حاصل ہو گی۔

زمانہ تالیف

اس رسالہ "انوار جمالیہ" کو اس لحاظ سے خصوصیت حاصل ہے کہ اس کو حافظ جمال اللہ ملتانی کے خاص شاگرد اور خلیفہ علامہ عبد العزیز پرہاڑوی (م1339ھ۔1823ء) نے حافظ جمال اللہ کی وفات کے فوراً بعد تالیف کیا۔ آپ اس رسالہ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: "ابتدائها وقت الزوال من ثالث یوم من وصاله رضی اللہ تعالیٰ عنہ"[9]

"اس رسالہ کو لکھنے کا آغاز حافظ جمال اللہ ملتانیؒ کے وصال کے تیسرے دن زوال کے وقت کیا۔"

قرب زمانی میں تالیف سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ واقعات واحوال کو گزرے زیادہ عرصہ نہیں ہوا ہوتا اور ملفوظات ابھی حافظہ سے محو نہیں ہوئے ہوتے۔ اس لحاظ سے اس رسالہ مذکورہ کو دیگر ملفوظات حافظ جمال اللہ پر فوقیت حاصل ہے۔ اس کے علاوہ اس رسالہ کو سبقت کا شرف بھی حاصل ہے کہ علامہ پرہاڑوی نے سب سے پہلے اس موضوع پر تالیف فرمائی اور آپ کے بعد آنے والے جتنے تذکرہ نگار تھے انہوں نے آپ کے اس رسالہ کی طرف ماخذ کی حیثیت سے رجوع کیا ہے۔

رسالہ کے موضوعات اور ترتیب

علامہ پرہاڑوی نے اس رسالہ میں حافظ جمال اللہ ملتانی کے احوال زندگی، آباؤ اجداد، صورت وسیرت، روز مرہ کی عادات، عملی مشاغل، آداب طریقت، بیعت و تبلیغ، اخلاق حمیدہ، صوفیانہ فکر اور محبت الٰہیہ کے انداز ذکر کیے ہیں۔ علامہ پرہاڑوی نے ان موضوعات کو چونکہ مختصر انداز سے رسالہ کی صورت میں پیش کیا ہے اس لیے الگ الگ ابواب یا فصلوں میں تقسیم کر کے نہیں لکھا بلکہ ایک اجمالی ترتیب کے ساتھ عنوانات ذکر کرتے چلے گئے ہیں اور ایک عنوان سے متعلق بات کر کے اگلے موضوع کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ بایں طور اگرچہ تفصیلی ترتیب کو مد نظر نہیں رکھا گیا لیکن اجمالی طور پر پہلے حالات زندگی کا تذکرہ ہے، پھر روز مرہ کی عادات مثلاً چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے، لباس اور وضو وغیرہ کے آداب کا تذکرہ ہے اور انہی مضامین کے ضمن میں آپ کے علمی مشاغل، پسندیدہ کتب اور انداز تدریس کا تذکرہ بھی ہے۔ اس کے بعد کے عنوانات میں آپ کے اخلاق، شجاعت، بیعت کے آداب، آداب کلام اور نصائح وغیرہ کا تذکرہ ہے۔ انہی مضامین کے ضمن میں آپ کی انگشتری اور مہر کا ذکر بھی ملتا ہے۔ رسالہ کے بقیہ حصہ میں متفرق موضوعات پر آپ کے ملفوظات اور واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے، جو کسی ایک خاص موضوع کی بجائے متفرق عنوانات پر مشتمل ہے۔

مذکورہ بالا تجزیہ سے پتہ چلتا ہے کہ علامہ پرہاڑوی نے اس رسالہ میں ایک اجمالی خاکہ اور ترتیب کا اہتمام تو کیا ہے اور موضوعات کو ایک ترتیب سے عنوانات کے ذیل میں ذکر کیا ہے لیکن یہ ترتیب جدید ابواب وفصول کی تقسیم کی طرح نہیں ہے بلکہ کسی موضوع کو اپنے متعلقہ موضوعات کی بجائے دیگر موضوعات کے ساتھ بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔ جیسا کہ آپ کی انگشتری کا بیان، حسن خلق اور نصائح کے متعلقہ موضوعات کے درمیان میں ذکر کیا گیا ہے۔[10]

اس کے باوجود اس تالیف کی خوبصورتی یہ ہے کہ قاری کو ایک موضوع سے دوسرے موضوع کی طرف منتقل ہونے سے تسلسل اور ربط کی کمی کا احساس نہیں ہوتا کیونکہ علامہ پرہاڑوی اگلے موضوع کو گزشتہ موضوع کے ساتھ اس انداز میں ذکر کرتے ہیں کہ تسلسل قائم رہتا ہے۔ علامہ پرہاڑویؒ نے رسالہ تحریر کرتے ہوئے عربی زبان کی فصاحت وبلاغت کے اعلیٰ معیار کو اختیار کیا ہے۔ اور اسی فصاحت زبان کی ایک خصوصیت ہے کہ طویل مضامین کو مختصر اور جامع الفاظ میں بیان کر دیا ہے اور ان احوال کے بیان کے لیے کسی مفصل کتاب کی بجائے ایک مختصر رسالہ کفایت کر گیا۔

انوار جمالیہ کی اہمیت

حافظ جمال اللہ ملتانی کا تذکرہ کافی کتب میں موجود ہے۔ ان میں گلشنِ ابرار[11]، مخزن چشت[12]، مناقب المحبوبین[13]، تاریخ مشائخ چشت[14] وغیرہ قابلِ ذکر ہیں لیکن انوار جمالیہ کو ان پر اہمیت حاصل ہے کیونکہ علامہ پرہاڑوی بہت بڑی علمی شخصیت ہیں۔ انہوں نے پورے رسالہ میں بلا واسطہ انداز بیان اختیار کیا ہے اور کسی دوسرے شاگرد، خلیفہ، مرید یا دیگر لوگوں کی ذکر کردہ باتوں کو آگے روایت نہیں کیا بلکہ صرف انہی باتوں کو بیان کیا ہے جو آپ کے اپنے مشاہدہ میں آئیں یا آپ کے سامنے حافظ جمال اللہ ملتانی نے بیان کی ہیں۔ بلا واسطہ انداز بیان اس رسالہ کی صحت اور ثقاہت پر بھی دلالت کرتا ہے کیونکہ جب بھی کبھی بالواسطہ روایت کی بات آتی ہے تو سب سے پہلے اس واسطہ کی صحت اور جرح وتعدیل کا سوال اٹھتا ہے کہ آیا راوی ثقہ بھی ہے یا نہیں اور کوئی راوی حذف تو نہیں ہے۔ البتہ جب بلاواسطہ اپنے ذاتی مشاہدہ کی بنا پر احوال ذکر کیے گئے ہوں تو صحت کی تمام تر ذمہ داری مؤلف پر ہی منحصر ہوتی ہے۔ اور اس رسالہ کے مؤلف کا تعلق حافظ جمال اللہ ملتانی کے ساتھ قطعی طور پر ثابت ہے کہ آپ نے ایک عرصہ حافظ صاحب کے زیر سایہ گزارا ہے اور آپ نے ان کی زندگی کے مختلف احوال

اور تعلیمات کا قریب سے مشاہدہ کیا ہے۔ نیز آپ کا اپنا علم وفضل اور تقویٰ آپ کی ذاتی ثقاہت پر بھی دلالت کرتا ہے۔ لہٰذا مذکورہ رسالہ کو ایک مستند دستاویز کی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے۔

آپ کی بلاواسطہ روایت کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ آپ انتہائی قرب اور باریک بینی سے نہ صرف مشاہدہ کرتے ہیں بلکہ اسی تفصیل کے ساتھ اس کو احاطہ تحریر میں لانے پر قادر بھی تھے۔ مثال کے طور پر مندرجہ ذیل اقتباس سے حافظ صاحب کی رفتار کے بارے میں علامہ پرہاڑوی کے مشاہدہ اور اس کے بیان کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آپ کتنی باریک بینی سے جزئیات تک کو نوٹ کرتے۔ علامہ پرہاڑوی تحریر کرتے ہیں:

> ”کان اذا مشیٰ جمع یدیه من ورائه ان لم یکن معه عصا واکثرما رایناه یمشی مع عصا، ولا احفظ تحریک یدیه قداما وخلفاواذا مشیٰ اطرق راسه ولا یلتفت یمینا وشمالا الالضرورة، اکثرما یکون عصاه من قصب الرمح“[15]

> ”اگر آپ (حافظ جمال اللہ) کے پاس عصا نہ ہوتا تو جب آپ چلتے تو اپنے ہاتھوں کو پس پشت باندھ لیتے۔ ہم نے اکثر آپ کو ہاتھ میں عصا پکڑ کر چلتے دیکھا۔ مجھے یاد نہیں کہ آپ چلتے ہوئے آگے پیچھے ہاتھ ہلاتے ہوں۔۔۔ جب چلتے تو سر مبارک نیچا رکھتے۔ بلاضرورت دائیں بائیں نہیں دیکھتے تھے۔ آپ کا عصا بانس کی لکڑی کا ہوتا تھا۔“

انوار جمالیہ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ علامہ پرہاڑوی نے رسالہ "انوار جمالیہ" عربی زبان میں تحریر کیا ہے۔ رسالہ تحریر کرتے ہوئے آپ نے عربی زبان کی فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ معیار کو اختیار کیا ہے۔ عربی زبان چونکہ فصاحت وبلاغت کے اعتبار سے تمام زبانوں پر فوقیت رکھتی ہے اس لیے اس کے ذریعے مختصر الفاظ کے ذریعے بہت وسیع مفاہیم بیان کیے جاسکتے ہیں۔ رسالہ انوار جمالیہ میں یہ خوبی دیکھی جاسکتی ہے۔

اسرار الکمالیہ از سید زاہد شاہ

حافظ جمال اللہ ملتانی (م1226ھ/1811ء) کے خلفاء میں سے آپ کے قریب ترین رہنے والے شاگرد اور خلیفہ سید زاہد شاہ (م1245/1829ء) سکنہ "ٹھٹھی حمزہ" سنانواں، کوٹ ادو، مظفر گڑھ" ہیں۔ سید زاہد شاہ اپنے بچپن میں ہی حافظ جمال اللہؒ کے زیر سایہ آگئے تھے۔ علوم ظاہریہ کی تکمیل کے ساتھ سفر وحضر میں آپ کے ساتھ رہ کر علوم باطنیہ سے بھی اپنے دل کو منور کیا۔ سید زاہد شاہ نے بھی دیگر خلفاء کی طرح اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے حافظ جمال اللہؒ کے وصال کے بعد آپ کے احوال وملفوظات پر ایک رسالہ تحریر کیا۔ انہوں نے اپنے اس رسالہ کا نام ”اسرار الکمالیہ“ رکھا ہے۔ آپ خود مذکورہ رسالہ کے مقدمے میں یہ بات کہتے نظر آتے ہیں۔ اسرار الکمالیہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔

حصہ اول:	در احوال و اقوال مرشد
حصہ دوم:	فی بیان وحدت الوجود[16]

رسالہ کا دوسرا حصہ چونکہ وحدت الوجود کے موضوع پر سید زاہد شاہ کی الگ موضوع پر تحریر ہے لہٰذا اس تجزیاتی مطالعہ کو صرف حصہ اول تک محدود کیا گیا ہے جو حافظ جمال اللہؒ کے احوال و ملفوظات پر مشتمل ہے۔ تجزیاتی مطالعہ کے دوران رسالہ ”اسرار الکمالیہ“ کی اہمیت وتعارف کے بعد اس کے مندرجات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ جس میں مصنف کے حافظ جمال اللہؒ سے بلاواسطہ روایت کردہ واقعات وملفوظات بیان کیے گئے جن کے مطالعہ سے حافظ جمال اللہ کا فہم قرآن واضح ہوتا ہے۔

سید زاہد شاہ نے رسالہ ”اسرار الکمالیہ“ فارسی زبان میں تحریر کیا۔ اسرار الکمالیہ کا یہ قلمی نسخہ چھیالیس صفحات اور دو ابواب پر مشتمل ہے۔ جس میں سے حافظ جمال اللہ کے احوال و ملفوظات کو پہلے باب میں ذکر کیا گیا ہے جو کہ بیس20 صفحات پر حاوی ہیں۔ دوسرا باب وحدت الوجود کے موضوع پر ہے جو چھبیس26 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس رسالہ پر صفحہ نمبر نہیں لکھے ہوئے لیکن پھر بھی کوئی صفحہ اپنی جگہ سے آگے پیچھے نہیں ہوسکتا کیونکہ سید زاہد شاہ نے طریقہ یہ اختیار کیا کہ ہر صفحہ کے آخر پر اگلے صفحہ کا پہلا لفظ لکھ دیا ہے جس کی وجہ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس صفحے کے بعد کون سا صفحہ ہے۔ پہلے مصنّفین کا عمومی طور پر یہی طریقہ تھا۔ مکمل فارسی رسالہ قلمی نسخوں کی صورت میں ہی درجہ شہرت کو پہنچ گیا تھا جس کی بنا پر علامہ نجم الدین سلیمانی (م1374ھ/1928ء) نے بھی اس رسالہ کے مندرجات کو ”مناقب المحبوبین“ کا حصہ بنایا ہے۔[17]

علامہ اللہ بخش رضا نے اردو ترجمہ کے ساتھ اس رسالہ ”اسرار کمالیہ“ کے فارسی متن کو بھی اپنی کتاب ”تذکرہ جمال“ کا حصہ بنایا ہے۔ اس طرح اس کتاب کی پہلی طباعت 2006ء میں ترجمہ کے ساتھ عمل میں آئی۔ البتہ اس کو بھی رسالہ ”اسرار الکمالیہ“ کی طباعت کی بجائے ترجمہ کی طباعت کہنا زیادہ بہتر ہو گا کیونکہ باب اول کے پہلے پیراگراف کا اردو ترجمہ کیا گیا ہے لیکن فارسی متن ذکر نہیں کیا گیا۔[18] اسی طرح بعض دیگر مقامات پر بھی فارسی متن نہیں لکھا گیا ہے۔

قلمی نسخہ اسرار الکمالیہ

زیر نظر مقالہ کی تیاری کے لیے ”تذکرہ جمال“ کے لیے بنیادی ماخذ کے طور پر استعمال ہونے والے قلمی نسخہ کی کاپی مولوی محمد رمضان معینی سے حاصل کی گئی ہے جو کہ اصل فارسی زبان میں ہے اور اس مقالہ میں اسی قلمی نسخہ کی عبارات، حوالہ جات اور صفحہ نمبر کو

ذکر کیا گیا ہے۔ آپؒ نے اس رسالہ "اسرار الکمالیہ" میں کہیں کہیں ادبی ذوق کی وجہ سے مثنوی اور حافظ شیرازی کے اشعار بھی ذکر کیے ہیں۔[19] جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو شعر و سخن اور ادب و انشاء سے بھی شغف تھا۔ کیونکہ شاعری لوگوں کے دلوں کے قریب ہوتی ہے اس لئے زیادہ تر صوفیاء شاعری کو ابلاغ کا ذریعہ بناتے ہیں اور آپ کے مرشد حافظ جمال اللہ نے بھی "سی حرفی" نظم لکھی تھی اور شعر و شاعری کا طریقہ بھی بتاتے تھے۔

مضامین ملفوظات

سیدزاہد شاہ صاحب کے مرتب کردہ ملفوظات میں مختلف قسم کے مضامین کو انتہائی اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ ملفوظات کے آغاز میں نماز کی اہمیت و فرضیت کو واضح کیا گیا ہے۔ اوراس کے بعد وضو کی اہمیت و مقصدیت کو بیان کرتے ہوئے۔ وضو کی برکات کو بیان کیا گیا ہے۔ وضو کو غربت اور تنگدستی دور کرنے کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ اس کے بعد مسواک کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کی سنتوں کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے مختلف سنتوں کے فوائد و ثمرات کو بیان کیا ہے۔ کنگھی کرنے کو قرض سے نجات کا عمل قرار دیا گیا ہے۔

سفر کو عین حکمت قرار دیا گیا ہے اور جہاد بالنفس کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے حافظ صاحب کے جہاد بالنفس کو بیان کرتے ہیں۔ خواہش نفس کے مخالفت کیا کرتے تھے۔ جس چیز کو دل چاہتا وہ اکثر نہ کھاتے اور جب بھوک زیادہ ستاتی تو خشک روٹی لے کر پانی کے ساتھ کھا لیتے۔ ملفوظات میں ذوق سماع سے متعلق بیان کیا گیا ہے۔ نماز کی اہمیت کو واضح کرنے کے لیے ملفوظات میں بیان کیا گیا ہے کہ جب تک حافظ صاحب میں سکت باقی رہی مسجد میں ہی نماز ادا کرتے رہے اور جب مسجد جانے کی ہمت نہ رہی تو گھر میں سرزاہد شاہ کی امامت میں نماز ادا کرتے تھے۔ جب یہ سکت بھی باقی نہ رہی تو اشارے سے نماز پڑھتے تھے۔

آخر میں حافظ صاحب کے مرض الموت کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی تجہیز و تکفین کا احوال بیان کیا گیا ہے۔ نماز جنازہ میں لوگوں کی کثرت کو بیان کیا گیا ہے۔

سادات کا غیر سادات سے نکاح

سیدزاہد شاہ نے سادات سے غیر سادات کے نکاح سے متعلق بیان کرتے ہوئے کہا کہ ایک دن حافظ جمال اللہ نے مجھے پیغام بھیجا کہ آپ سے بعض امور کے بارے میں مشورہ کرنا ہے جلدی سے یہاں پہنچو۔ میں پہنچا تو پوچھا کہ تمہاری شادی کے بارے میں کسی جگہ بات ہوئی ہے یا نہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا کہ کیا کوئی پسندیدہ جگہ نہیں مل رہی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ایک جگہ پسند آئی ہے لیکن اس میں دو مشکلیں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ سید نہیں ہیں اور دوسری مشکل یہ ہے کہ ان کی برادری میں کافی معزز لوگ مخالف ہیں۔ آپ نے کہا کہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ اس لیے کہ سادات کا نکاح غیر سادات کے ساتھ شرعاً جائز ہے۔ تو جاہلوں کے کہنے پر کیوں اعتبار کرتا ہے۔[20]

انوار جمالیہ از منشی غلام حسن شہید

حافظ جمال اللہ ملتانی (م 1226ھ / 1811ء) کے جن خلفاء نے آپؒ کے احوال و آثار کو قلمبند کیا ان میں ایک اور نام منشی غلام حسن شہید (م 1265/1850ء) کا بھی ہے۔ انہوں نے حافظ جمال اللہ کے حالات زندگی اور سفر معرفت پر جو رسالہ تحریر کیا اس کا نام "انوار جمالیہ" رکھا۔ اس رسالہ کے ابتدائیہ میں حمد و ثناء کے بعد آپؒ خود تحریر کرتے ہیں۔

"اما بعد ایں رسالہ موجز مسمی بانوار جمالیہ از بندہ خاکسار کوئی عجز و ناتوانی درویش غلام حسن ملتانی در ذکر خوارق عادات و شرح کرامات و مقامات ذات جامع کمالات۔۔۔ خواجہ جمال الحق والدین۔"[21]

"اما بعد بندہ خاکسار غلام حسن ملتانی کی طرف سے یہ مختصر رسالہ لکھا گیا ہے جس کا نام "انوار جمالیہ" ہے اور اس میں جامع کمالات شخصیت خواجہ جمال الحق والدین کے مقامات خوارق عادات اور کرامات کی تفصیل ذکر کی گئی ہے۔"

تعارف منشی غلام حسن

منشی غلام حسن (م 1265ھ/1850ء) کا شمار حافظ جمال اللہ کے ان خلفاء میں ہوتا ہے جنہوں نے آپ سے اکتساب فیض کر کے ملتان کی تہذیب و ثقافت اور یہاں کی معاشرتی و اخلاقی اقدار کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔ حافظ جمال اللہ کی خصوصیت تھی کہ آپ کے تقریباً اکثر خلفاء نہ صرف علوم دینیہ اور اسرار معرفت کے بلند مقام پر فائز تھے بلکہ دنیاوی اقدار اور معاشرتی مقام و مرتبہ کے اعتبار سے کلیدی کردار ادا کرتے رہے۔ گویا آپ کے خلفاء علمی و عملی شخصیات کے حامل ہوا کرتے تھے اور انہی میں منشی غلام حسن ملتانی بھی ہیں۔ آپ صرف ایک مرید اور خلیفہ باصفا نہ تھے بلکہ ایک جلیل القدر عالم، میدان جہاد کے شہسوار اور صاحب دیوان شاعر تھے جو فارسی، عربی، اردو، سرائیکی، پنجابی اور ہندی زبان میں نہایت قادر الکلامی سے شعر گوئی کرتے تھے۔ آپ فارسی اور اردو میں "حسن" جب کہ سرائیکی، پنجابی اور ہندی میں "گامن" تخلص رکھا کرتے تھے۔[22] آپ کا کلام دیوان حسن اور دیوان گامن کے نام سے مشہور ہے۔

انوار جمالیہ کے باب اول میں حافظ جمال اللہ کے احوال کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ یہ احوال قلمی نسخہ کے صفحہ نمبر 22 سے صفحہ نمبر 106 تک مبسوط ہیں۔ اس سے اگلے باب میں آپ کے خلیفہ خواجہ خدا بخش کا تذکرہ ہے۔ باب اول میں دیگر احوال کے بعد حافظ جمال اللہ کی کرامات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور تقریباً انچاس (49) کرامات کو منشی غلام حسن نے نقل کیا ہے۔ کرامات کے بیان میں ایک چیز قابل ذکر ہے کہ مصنف

کرامت بیان کرتے ہوئے نقل است از صاحب یا محض نقل است کہہ کر آگے کرامت بیان کرتے ہیں۔ اگرچہ مصنف خود بھی حافظ جمال اللہ کے خلیفہ ہیں لیکن کسی واقعہ کے بیان کی صحت کا دارومدار ناقل پر ہوتا ہے اگر روایت میں راوی کا ذکر ہی نہ ہو تو وہ بیان روایت کے اصولوں کے مطابق صحت کے معیار کو نہیں پہنچتا۔ بہر حال بزرگوں کے واقعات منقول ہونے کے لحاظ سے عوام میں "انوار جمالیہ" کی روایات مقبول ہیں البتہ تحقیق کے اصولوں کی روشنی میں یہ روایات محل نظر ہیں۔

انوارِ جمالیہ کا قلمی نسخہ:

انوار جمالیہ کا قلمی نسخہ منشی غلام حسن کے سجادگان کے پاس محفوظ ہے۔ زیر نظر مقالہ کی تیاری کے لیے قلمی نسخہ کی فوٹو کاپی آپ کی اولاد میں سے ایک صاحب علم شخصیت مخدوم محمد احسن سکنہ ملتان سے حاصل کی۔ مکمل نسخہ اول تا آخر فارسی زبان میں ہے۔ اصل قلمی نسخہ میں صفحات پر نمبر درج نہیں ہیں بلکہ قدیم کاتبین کی طرز پر ہر صفحہ کے آخر میں آخری سطر کے نیچے اگلے صفحہ کا پہلا لفظ لکھ دیا ہے تاکہ اوراق کی ترتیب سلامت رہے اور اگر کوئی صفحہ آگے پیچھے ہو تو اس کا پتہ بھی چل سکے۔

جب قلمی نسخہ کی بعد میں فوٹو کاپی بنائی گئی تو فوٹو کاپی کے ہر ورق پر قلمی نسخہ کے دو صفحات ہیں۔ اس طرح اوراق کی کل تعداد چھہتر (76) بنتی ہے جن میں سے آخری ورق پر صرف ایک صفحہ ہے تو صفحات کی کل تعداد ایک سو اکاون (151) بنتی ہے۔ قلمی نسخہ کے کاتب کا نام "اللہ بخش" ہے جو منشی غلام حسن سے فیض یافتہ ہیں۔ نسخہ کے آخری صفحہ پر کاتب نے تحریر کیا ہے۔

"بقلم احقر العباد واصغر الافراد اللہ بخش کہ نقش عقیدت و ارادت بذات
فیض آیات، حضرت شہید صاحب علیہ رحمت یعنی مصنف کتاب ہذا،
بر جبیں خود ثبت میدارد صورت تمامیت و پیرانہ زینت یافتہ است"(23)

مطبوعہ نسخے

رسالہ "انوار جمالیہ" فارسی میں تو طباعت پذیر نہ ہو سکا البتہ اس کا اردو ترجمہ مخدوم زادہ سلیم جمالی نے "لمعات جمالیہ" کے نام سے کیا۔ جو جمال اکیڈمی ملتان سے فروری 1984ء میں شائع ہوا۔ یہ 111 صفحات پر مشتمل ہے۔ "تذکرہ جمال" کے اندر علامہ اللہ بخش رضا نے "انوار جمالیہ" کے صرف حافظ جمال اللہ کے متعلقہ حصوں کا اردو ترجمہ کیا۔

انوارِ جمالیہ کا خصوصی مطالعہ

انوار جمالیہ کو باقاعدہ مقدمہ، ابواب، فصول اور خاتمہ میں منقسم کیا گیا ہے۔ منشی غلام حسن شہید اس کی تفصیل ذکر کرتے ہیں جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔ یہ رسالہ ایک مقدمہ، دو باب اور خاتمۃ الکتاب پر مشتمل ہے۔ مقدمہ کے اندر آپ کی منظوم نعت، مولود شریف، خواجگان چشتیہ کے اسماء مبارک اور ان کے بعض اہم القابات کا ذکر ہے۔ پہلے باب میں حافظ جمال اللہ اور آپ کے خلفاء کرام کے احوال و مناقب کا ذکر ہے۔ دوسرے باب میں آپ کے بڑے خلیفہ خواجہ خدا بخش خیرپوری کے احوال بیان کیے ہیں۔ خاتمۃ الکتاب میں قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی کی اولاد امجاد اور خلفاء کرام کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ توحید کے اسرار و رموز، سلوک کے فوائد، اشعار و نثر کے ساتھ بیان کیے ہیں اور دوسرے فائدے بھی بیان کیے تاکہ ارباب سلوک اور عقیدت مندوں کے کام آئیں اور ان کی باطنی قوت کو بھی بڑھائیں۔(24)

جہاں تک انوار جمالیہ کے مضامین کا تعلق ہے تو ان میں ابتدائی صفحات میں مرشد کریم کو جامع کمالات قرار دیا گیا ہے۔ ان کی خوبیوں کو اجاگر کیا گیا ہے اور ان کی مجلس کا احوال بیان کیا گیا ہے۔ منشی غلام حسن شہید نے ملفوظات میں حافظ جمال اللہؒ کی بہادری کو خاص طور پر بیان کیا ہے کہ جب سکھوں نے ملتان پر حملہ کیا تو آپ سے کہا گیا کہ آپ کسی اور جگہ تشریف لے چلیں تو آپ نے کہیں جانے کی بجائے شہید ہونے یا غازی بننے کو ترجیح دی۔ مرشد کی کچھ کرامات کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے اور آپ کی وفات اور تجہیز و تکفین کا احوال بھی تفصیل سے بیان کیا ہے۔

منشی غلام حسن نے اپنے مرتب کردہ ملفوظات میں حافظ جمال اللہ کے ملفوظات کے ضمن میں ان کی زندگی کے بہت سے واقعات بیان کر دیے ہیں۔ انہوں نے بہت سی کرامات کا ذکر بھی کر دیا ہے۔ ان کرامات میں روحانی استمداد، قلعہ ملتان کے دروازوں کا خود بخود کھل جانا، پانی کا خود اوپر چڑھ جانا، کنوئیں کا پانی میٹھا ہو جانا، مرید کو پہچان لینا، غیبی اشارات، درد کو دور کر دینا، نافرمان و بے ادب کا مجنوں ہو جانا، دوسرے مرید کی مدد کرنا، مرید و خلیفہ کو بلندیوں پر پہنچانا، اور ڈاکوؤں سے مرید کے بیٹے کو آزاد کرانا شامل ہیں۔ منشی غلام حسن نے فیض رسانی کے لیے حافظ صاحب کے بتائے ہوئے بہت سے وظیفوں کا تذکرہ بھی کیا ہے جو مختلف امور میں نفع بخش ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان وظائف میں حرز یمانی کا وظیفہ، نقصان دور کرنے کا وظیفہ، کشادگی رزق کا وظیفہ، بینائی دور کرنے کا وظیفہ اور سورۃ فاتحہ کا وظیفہ شامل ہیں۔ حافظ جمال اللہ ملتانیؒ مکارم اخلاق کی اعلیٰ بلندیوں پر فائز تھے۔ ملفوظات میں حضرت قبلہ عالم کی طرف سے آپ کے اعلیٰ اخلاق کی تعریف کرنے کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

خلفاء مجاز

منشی غلام حسن نے اپنے مرتب کردہ ملفوظات میں حافظ جمال اللہ ملتانیؒ کے ان خلفاء کا ذکر بھی بڑی صراحت کے ساتھ کر دیا ہے جن کو آپ نے باقاعدہ خرقہ خلافت اور شرف اجازت سے نوازا تھا۔ ان خلفاء میں جامع صفات حافظ غلام حسن صاحب زیادہ مشہور ہیں۔ نقل ہے کہ عمر کے کافی حصہ تک یکسوئی سے رہے اور بیعت وارشاد کی

طرف متوجہ نہ ہوئے۔ آخر کار حافظ جمال اللہ کے حکم سے مسند ارشاد و ہدایت پر متمکن ہوئے۔ اس کے فوراً بعد ہی آپ کے کمالات کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔

دوسرے خلیفہ مولوی محمد حسن ہیں۔ یہ بچپن میں ہی حافظ صاحب سے بیعت ہو گئے تھے اور بہت زیادہ عرصہ آپ کے ساتھ رہنے کا موقع ملا۔ اس لیے شرف خلافت اور خلعت اجازت حافظ جمال اللہ سے حاصل ہوئی۔ ان کا مزار مبارک شہر فیض راجن پور میں موجود ہے۔

تیسرے خلیفہ مولوی محمد عجیب الدین ہیں۔ انہیں شرف بیعت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی سے ہے اور شرف اجازت حافظ جمال اللہ ملتانیؒ سے ہے۔ انہیں حسن صورت اور حسن سیرت میں وافر حصہ عطا کیا گیا۔ اکثر اوقات سبز خرقہ پہنتے تھے۔ لوگوں کو زیادہ تر ذکر اللہ کی تعلیم و تلقین کرتے تھے۔ ان کے علاوہ خواجہ خدا بخش خیر پوری، مولوی عبد الرزاق، سید بلند شاہ، مولوی حامد اور سید زاہد شاہ بخاری وہ مرید و خلفاء ہیں جن کو حافظ جمال اللہ ملتانیؒ سے خلافت و اجازت حاصل ہے۔[25]

انداز بیان:

منشی غلام حسن ایک قادر الکلام شاعر اور ادیب تھے۔ لہٰذا "انوار جمالیہ" بھی نظم و نثر کا ادبی شاہکار نظر آتا ہے۔ مصنف خود کہتے ہیں:

"بعبارتے مبرا از تکلف است و معرا از طراز تصلف۔ مزین بسلاست عبارات و مشعر بدقائق اشارات، خاطر کم مایگان رامشوش نکند و در نظر والا پایگان دلکش نماید"[26]

"اس رسالہ کی عبارت تکلفات سے مبرا اور مبالغہ آرائی سے بالکل صاف ہے تسلسل عبارت سے مزین اور مشکل اشارات سے پاک ہے جو کہ کم علم لوگوں کو پریشانی میں نہیں ڈالتا اور بلند نظر لوگوں کے لیے دلکش ہے۔"

اسی بنا پر یہ رسالہ "انوار جمالیہ" ہر خاص و عام میں مقبول ہوا۔

زمانہ تالیف

منشی غلام حسن شہید (م1265ھ/1850ء) نے "رسالہ انوار جمالیہ" حافظ جمال اللہ کی وفات کے بعد تحریر کیا۔ اس رسالہ پر کوئی معین تاریخ تو ذکر نہیں ہے البتہ حافظ جمال اللہ اور خواجہ خدا بخش خیر پوری کے ناموں کے ساتھ جو دعائیہ کلمات ذکر کیے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حافظ جمال اللہ کی وفات کے بعد اور خواجہ خدا بخش خیر پوری کی وفات سے پہلے تحریر کیا ہے کیونکہ حافظ جمال اللہ کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کے کلمات ذکر کیے ہیں جبکہ خواجہ خدا بخش خیر پوری کے نام کے ساتھ درج ہے کہ طالبین حق پر اللہ خواجہ خدا بخش خیر پوری کی عنایات کا سایہ دراز فرمائے۔[27]

سلاسل بیعت

مقدمہ کے آخر میں سلسلہ چشتیہ کی دو شاخوں کی وضاحت کی گئی ہے کہ سلسلہ چشتیہ نظامیہ خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی سے چلا اور چشتیہ صابریہ شیخ علی صابر کلیئر سے چلا۔ حافظ جمال اللہ اگرچہ سلسلہ نظامیہ میں مجاز تھے لیکن دیگر سلاسل سے بھی آپ کو خرقہ خلافت و اجازت دی گئی تھی۔ جو شخص جس سلسلہ میں بیعت کا ذوق رکھتا اس کو اسی سلسلہ میں بیعت کرتے تھے۔ جیسا کہ مؤلف رسالہ منشی غلام حسن کو ان کی خواہش کے مطابق سلسلہ قادریہ میں بیعت کیا تھا۔[28]

مضامین مقدمہ

انوار جمالیہ کا مقدمہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصہ میں حضور سرکونین ﷺ کی بارگاہ میں سترہ 17 منظوم فارسی نعتیں ذکر کی گئی ہیں۔ جو مصنف انوار جمالیہ کی اپنی لکھی ہوئی ہیں چنانچہ تحریر کرتے ہیں:

"مقدمہ در نعت نبوی ﷺ از تصنیف کاتب الحروف بطریق مولود شریف، مولود اول۔۔۔"

تا جلوہ کرد حسن کمال محمدی
پر نور شد جہاں ز جمال محمدی[29]

آپؒ نے پہلی نعت کے ساتھ "مولود اول" لکھا ہے۔ آپ کا یہ کلام بہت مقبول و مشہور ہے۔ اکثر قوال و نعت خوان ملتان میں اس کلام سے اپنی محافل کا آغاز کرتے ہیں۔ لیکن بعد میں ذکر کی گئی نعتوں کے ساتھ ان کا نمبر یا عنوان دینے کی بجائے ہر نعت سے پہلے صرف ایضا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس طرح ہر ایضاً کے بعد جو نعت لکھی ہے وہ الگ بحر اور وزن پر لکھی ہے۔

اس کلام میں جہاں سرور دو عالم ﷺ کے مقام و مرتبہ اور حسن و جمال کا تذکرہ ہے وہیں مصنف اپنے فراق اور وارفتگی جذبات سے بھی معمور نظر آتے ہیں اور جا بجا بارگاہ رسالت میں رخ انور کے دیدار کی درخواست کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ مقدمہ کے دوسرے حصہ کے بارے میں مصنف کہتے ہیں:

"در ذکر اسماء متبرکہ خواجگان سلسلہ عالیہ چشتیہ و بیان بعضے القاب مخصوصہ ایشاں۔"[30]

"سلسلہ عالیہ چشتیہ کے خواجگان کے ناموں کا ذکر اور ان کے بعض مخصوص القابات کے بیان میں ہے۔"

منشی غلام حسن ابتداء اسلام سے ان مقتدر ہستیوں کا تذکرہ سب سے پہلے کرتے ہیں جو شرف صحابیت سے متصف ہوئے۔ خاص طور پر خلفاء راشدین اور ان کے بعد جن سے اکثر سلاسل طریقت کا آغاز ہوا۔ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے القابات ذکر کرتے ہیں۔ ان کے بعد سلسلہ در سلسلہ تمام مشائخ چشت کے نام اور ان کے

مخصوص القاب کا ذکر کیا ہے۔ مصنف کے اس بیان کا ایک اہم فائدہ یہ ہوا ہے کہ بہت سے بزرگان دین صرف اپنے القابات سے مشہور ہیں۔ ان کے اصل نام زیادہ مشہور نہیں تو اس طرح پورے سلسلے کے نام اور القاب اکٹھے ذکر کرنے سے اصل ناموں کا بھی پتہ چل جاتا ہے۔ اس سلسلہ کو منشی غلام حسن اپنے مرشد حافظ جمال اللہ اور ان کے خلیفہ مولوی خدا بخش تک ذکر کرتے ہیں۔ مصنف واضح کرتے ہیں کہ جب حافظ جمال اللہ کا تذکرہ کیا جائے گا تو ان کے نام کی بجائے جناب "مخدومی" کہا جائے گا۔[31]

خاتمۃ الکتاب

انوار جمالیہ کے خاتمۃ الکتاب میں فصلوں کی تعداد کے بارے میں سہو واقع ہوا ہے کہ اس میں پانچ فصلیں ہیں یا چھ؟ اگر خاتمۃ الکتاب کا تعارف دیکھا جائے تو اس میں چھ فصلوں کا ذکر ہے جیسا کہ منشی غلام حسن تحریر کرتے ہیں:

"خاتمۃ الکتاب مشتمل است بر شش فصل۔۔۔"[32]

"خاتمۃ الکتاب چھ فصلوں پر مشتمل ہے۔"

اس مقام پر ان چھ فصلوں کے عنوانات بھی ذکر کیے ہیں لیکن کتاب کے قلمی نسخہ میں بھی اور طبع شدہ اردو ترجمہ میں بھی پانچ فصلیں ملتی ہیں۔ انوار جمالیہ کا اردو ترجمہ مخدوم زادہ محمد سلیم جمالی نے کیا اور اس کو جمال اکیڈمی ملتان سے شائع کیا گیا ہے۔ اس اردو ترجمہ کے مطابق خاتمۃ الکتاب میں پانچ فصلوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔[33] اس کے برعکس قلمی نسخہ میں خاتمۃ الکتاب کے شروع میں بھی چھ فصلوں کا ذکر ہے اور آخری فصل کو بھی فصل ششم کا عنوان دیا گیا ہے لیکن یہ فصل چہارم کے بعد آجاتی ہے اور درمیان میں فصل پنجم ذکر نہیں کی گئی۔ حالانکہ خاتمۃ الکتاب کے تعارف میں فصل پنجم کا تذکرہ ان الفاظ میں ملتا ہے:

"فصل پنجم در ذکر خلفاء کہ بیعت ایشان بجناب مخدومی است وبعطائی خرقہ خلافت وارشاد اجازت از حضرت خلیفہ اعظم وسجادہ نشین اکرم ادام اللہ برکاتہ شرف امتیاز دارند"[34]

لیکن مندرجہ بالا فصل قلمی نسخہ میں آگے مذکور نہیں ہے۔ قرین قیاس یہ ہے کہ یہ سہو یا تو روایت میں ہوا یا نقل کتابت میں واقع ہوا کہ پانچویں فصل کی روایت یا کتابت کاتب سے رہ گئی۔ ایک اور وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ مؤلف منشی غلام حسن نے اس فصل کو لکھنے کا ارادہ کیا ہو لیکن جب اس مقام پر پہنچے ہوں تو پہلے آخری فصل کو مکمل کرنے کا ارادہ کر لیا ہو اور اس کو مکمل کرنے کے بعد فصل پنجم کو لکھ ہی نہ سکے ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ملفوظات کا بیان

منشی غلام حسنؒ نے خاتمہ کی فصل ششم میں ملفوظات کا تذکرہ کیا ہے لیکن ان ملفوظات میں حافظ جمالؒ اللہ کے ملفوظات کی بجائے دیگر مشائخ سلسلہ قادریہ، سہروردیہ اور چشتیہ کے ملفوظات ملتے ہیں۔ ان ملفوظات کے آغاز میں انہوں نے اپنا تحریر کردہ ایک درود شریف ذکر کیا ہے جس میں ضمناً خواجگان سلسلہ قادریہ کے القاب، اسمائے گرامی اور کنیتوں کو ذکر کیا گیا ہے۔[35]

انوار جمالیہ اور ادبی ذوق

منشی غلام حسن خود قادر الکلام شاعر تھے اس لیے "انوار جمالیہ" میں ان کا ادبی و شعری ذوق جابجا نظر آتا ہے۔ مقدمہ اور خاتمہ میں تو آپ نے اپنے اشعار ذکر کیے ہی ہیں اس کے علاوہ دیگر ابواب میں بھی موقع بموقع آپ دیگر شعراء کرام کا کلام ذکر کر کے اپنی تالیف میں لطیف ذوق پیدا کر دیا ہے۔ کہیں کہیں آپ مولانا عبدالرحمن جامی کے اشعار ذکر کرتے ہیں:

جمال یوسف آمد خمی ازمی
بقدر خود نصیبی پر کس ازوی[36]

مصنف اپنے مرشد کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ان کی لامحدود مہربانیاں، اچھے اخلاق کی خوبیاں، حسن صورت وسیرت، زبان کی فصاحت، بیان کی شیرینی، معاملات معاش کی خوبی، عبادت و ریاضت کی کثرت، جود وسخا، عجز و انکساری، تسلیم و رضا، غریبوں کی اور مسکینوں کی ہمدردی، دین کی حمایت و ترقی، رشد و ہدایت کی تلقین اور حضور پاک ﷺ کی سنت کی تابعداری واضح کرتے ہوئے امیر خسرو کی غزل کے شعر لکھتے ہیں:

اے چہرہ زیبائے تو رشک بتاں آذری
ہر چند وصفت می کنم در حسن زاں زیباتری
آفاق ہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام اما تو چیزے دیگری[37]

"اے محبوب تیرے حسین چہرے پر آذر کے بت رشک کرتے ہیں تیری جتنی تعریف کرو تو اس سے بھی زیادہ خوب صورت ہے میں نے پوری دنیا دیکھی ہے چاند جیسے چہرے دیکھے ہیں بہت خوب صورت لوگ دیکھے ہیں لیکن تو اور چیز ہے۔"

خاتمۃ الکتاب کے اشعار کے بارے میں مصنف خود لکھتے ہیں:

"درخاتمۃ الکتاب۔۔ بر صدر اشعار طبع زاد خود لفظ مؤلف ثبت نمودہ در مقطع غزل تخلص خود بلفظ حسن قرار"[38]

"خاتمۃ الکتاب کو (بزرگوں کے ناموں کے) درمیان میں اپنے لکھے ہوئے اشعار سے آراستہ کیا ہے اور غزل کے مقطع میں، میں نے اپنا تخلص "حسن" لکھا ہے۔"

قلمی نسخہ کی کتابت

زیر نظر قلمی نسخہ کے آخری صفحہ پر کاتب کی عبارت سے اس کا نام تو ظاہر ہوتا ہے لیکن لفظ تاریخ کے بعد کسی سنہ یا دن مہینہ کا ذکر نہیں ہے۔ کاتب تحریر کرتا ہے:

"تمت تمام شد بتاریخ۔۔۔ بقلم احقر العباد و اصغر الافراد اللہ بخش کی نقش عقید و ارادت بذات فیض آیات حضرت شہید علیہ الرحمۃ، یعنی مصنف کتاب ہٰذا بر جبین خود مثبت میدارد صورت تمامیست و پیرایہ زینیست یافتہ است ۱۲"[39]

" اس رسالہ کی کتابت مورخہ ۔۔۔ کو حقیر و صغیر بندے اللہ بخش کے قلم سے مکمل ہوئی جو حضرت شہید (منشی غلام حسن) مصنف کتاب ھٰذا کی ذات سے ارادت رکھتا ہے۔ جنھوں نے اپنے سامنے اس کو ثابت کرایا اور یہ کتاب مکمل صورت اور حسین پیرایہ میں ڈھل گئی۔"

اس عبارت سے یہ ظاہر ہوتا کہ کاتب اللہ بخش نے کتابت کے بعد مصنف کے سامنے پیش کی اور انہوں نے خود اس کی تثبیت کی لیکن تاریخ کے آگے جگہ خالی ہے۔ جو شاید کسی اور نسخہ یا کاپی میں مل بھی جائے لیکن دستیاب نسخہ میں یہ ایسے ہی لکھا ہوا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

خلاصہ کلام

حافظ جمال اللہؒ کے تینوں خلفاء نے ان کے ملفوظات کو جمع کر کے ایک عظیم الشان کام انجام دیا ہے۔ آپ کے نظریات اور خیالات کا سب سے مستند ذریعہ آپ کے یہی ملفوظات ہیں جن کو آپ کے خلفاء نے جمع کر دیا ہے۔ یہ آپ کے خلفاء کی آپ سے محبت کاملہ کا ثبوت ہے کہ انہوں نے اپنے مرشد کے جذبات و خیالات کو ان کے مریدوں تک صحیح حالت میں پہنچانے کی ایک کامیاب کوشش کی ہے۔ ملفوظات کے تینوں مجموعوں کو جمع کرنے سے حافظ جمال اللہ ملتانیؒ کی مبارک زندگی کی ایک کامل اور صاف و شفاف تصویر سامنے آتی ہے جو آنے والے ہر دور میں طالبان حق کے لیے رہنمائی اور رہبری کا کام دے گی۔

REFERENCES - حوالہ جات

[1]**Kashmiri, M.** (2013). *Ahwal wa Aasar-e-Allama Abdul Aziz Parharvi*. Lahore: Bihar-e-Islam Publications. p. 72.

[2]**Kashmiri, M.** *Ahwal wa Aasar-e-Allama Abdul Aziz Parharvi*. p. 72.

[3]**Barkhurdar, F. M.** *Gulzar-e-Jamalia*. Khanewal: Maktaba Jamal Khanewal. p. 2.

[4]**Shah, S. Z.** *Asrar-ul-Kamalia* (Qalami Nuskha). p. 1.

[5]**Sulaimani, H. N.** (2018). *Manaqib-ul-Mahbubeen*. Lahore: Nigarish Art. p. 349.

[6]**Raza, A. B.** *Tazkira-e-Jamal*. Multan: Jamal Library, Anwar-e-Jamalia. p. 1.

[7]**Tareen, Dr. R.** *Multan ki Adabi wa Tehzibi Zindagi mein Sufiya-e-Kiram ka Hissa*. Multan: Beacon Books, Gulgasht. p. 287.

[8]**Parharvi, A. A.** *Anwar-e-Jamalia*. Muzaffargarh: Al-Aziz Academy Kot Addu. p. 2.

[9]**Parharvi, A. A.** *Anwar-e-Jamalia*. Muzaffargarh: Al-Aziz Academy Kot Addu. p. 4.

[10]**Parharvi, A. A.** *Anwar-e-Jamalia*. Muzaffargarh: Al-Aziz Academy Kot Addu. p. 17.

[11]**Maharvi, K. I. B.** *Gulshan-e-Abrar*. Chishtian: Maharvi Chishtia Rabat Publications. p. 217.

[12]**Maharvi, K. I. B.** *Makhzan-e-Chisht*. Chishtian-Bahawalnagar: Maharvi Chishtia Rabat Publications. p. 357.

[13]**Sulaimani, H. N.** *Manaqib-ul-Mahbubeen*. p. 339.

[14]**Nizami, K. A.** *Tareekh-e-Mashaykh-e-Chisht*. Lahore: Mushtaq Book Corner. p. 572.

[15]**Parharvi, A. A.** *Anwar-e-Jamalia*. p. 6.

[16]**Shah, S. Z.** *Asrar-ul-Kamalia* (Qalami). p. 1.

[17]**Sulaimani, N. D.** *Manaqib-ul-Mahbubeen* (Trans. Zulfiqar Ali Sagi). Lahore: Nigarish Art. p. 363.

[18]**Raza, A. B.** *Tazkira-e-Jamal, Asrar-ul-Kamalia*. Multan: Maktaba Jamal. p. 2.

[19]**Shah, S. Z.** *Asrar-ul-Kamalia* (Qalami Nuskha). p. 4.

[20]**Raza, A. B.** *Tazkira-e-Jamal, Asrar-ul-Kamalia*. p. 64.

[21]**Munshi, G. H.** *Anwar-e-Jamalia* (Qalami). Waraq 1, pp.1–2.

[22]**Munshi, G. H.** *Diwan-e-Gaman* (Pub. Makhdoom Muhammad Ahsan). Multan. p. 1.

[23]*Anwar-e-Jamalia* (Qalami). Waraq 76, p. 151.

[24]*Anwar-e-Jamalia* (Qalami). Waraq 2, p. 3

[25]**Raza, A. B.** *Tazkira-e-Jamal, Anwar-e-Jamalia* (Summary, pp. 73–76).

[26]*Anwar-e-Jamalia*. Waraq 1, p. 2

[27]*Anwar-e-Jamalia* (Qalami). Waraq 9, p. 18

[28]*Anwar-e-Jamalia*. Waraq 11, p. 21.

[29]*Anwar-e-Jamalia* (Qalami). Waraq 2, p. 4

[30]*Anwar-e-Jamalia*. Waraq 7, p. 14

[31]*Anwar-e-Jamalia*. Waraq 10, p. 20

[32]*Anwar-e-Jamalia* (Qalami). Waraq 59, p. 118

[33]**Jamali, M. Z. M. S.** *Lama'at-e-Jamalia* (Urdu Trans. *Anwar-e-Jamalia*). Multan: Jamal Academy. p. 85.

[34]*Anwar-e-Jamalia*. Waraq 60, p. 119.

[35]*Anwar-e-Jamalia*. Waraq 65, p. 130.

[36]*Anwar-e-Jamalia*. Waraq 13, p. 26.

[37]*Anwar-e-Jamalia*. Waraq 14, p. 28

[38]*Anwar-e-Jamalia*. Waraq 11, p. 21.

[39]*Anwar-e-Jamalia*. Waraq 76, p. 151.